بیت الذکر مردان کے انہدام کے حالات اور صبر کی تلقین

احمدیت نے ضرور غالب آنا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ /اگست ۱۹۸۶ء بمقام بیت النور اوسلو، ناروے)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے مردان میں ہونے والے ایک نہایت ہی دردناک واقعہ کا ذکر کیا تھا کہ کس طرح بعض مسلمان کہلانے والے جنونی ملانوں نے حکومت کی سرپرستی میں، حکومت کے نمائندوں، ان کے افسران ان کی پولیس کے ساتھ مل کر اور ان کی حفاظت میں، مسجد احمدیہ مردان کو مسمار کرنا شروع کیا اور جتنے بھی نمازی وہاں اس سے پہلے نماز پڑھ رہے تھے یعنی عید کی نماز ان سب کو پولیس نے اپنی حراست میں لے کر اور ویگن بھر بھر کے حوالات میں داخل کرنا شروع کیا اور جب مسجد خالی ہوگئی، جب ملانوں کو کوئی خوف نہیں رہا کہ اندر سے کسی قسم کی جوابی کارروائی ہوگی تو پھر انہوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کر کے مسجد پر حملہ بول دیا۔ یہ ان کا ایمان ہے، یہ ان کے تصور کی اڑان ہے۔ اور اب جو تفصیلات وہاں سے معلوم ہوئی ہیں حیرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ ہر دفعہ جب وہ مسجد پر حملہ بولتے تھے اور اسے مسمار کرتے تھے تو نعرہ ہائے تکبیر بھی بلند کرتے تھے اور **لبیک اللّٰھم لبیک** کہتے تھے کہ اے اللہ! ہم تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے تیری عبادت گاہوں کو مسمار کر رہے ہیں۔ وہ کونسا اللہ ہے جس کو مخاطب کر کے وہ کہتے تھے **اللھم لبیک**۔ وہ محمد مصطفی ﷺ کا اللہ تو نہیں جو غیروں کی عبادت گاہوں کی بھی حفاظت کی تعلیم دیتا ہے، وہ خدا جو عیسائیوں کے معبد کی حفاظت کی

بھی تعلیم دیتا ہے، وہ خدا جس نے تمام دنیا کے معابد کی حفاظت کی تعلیم دی بلکہ مسلمانوں کو ان کا ذمہ دار ٹھہرایا، اس خدا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہ خدائے واحد کی توحید کے لئے، خالصتہً اس کی عبادت کے لئے قائم کی گئی مسجد کو شہید کر رہے تھے۔

اور حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ سب لوگ جن کو پولیس نے پکڑا ان پر فرد جرم یہ عائد کی گئی کہ فلاں شخص نے اذان کہی اور فلاں شخص نے اس کے بعد باقاعدہ نماز پڑھی، اتنا بڑا جرم ادا کیا ہے اور مربی کے متعلق لکھا گیا کہ حد یہ ہے کہ نماز کے بعد اس نے درس بھی دیا قرآن شریف کا اور ایک شخص کے اوپر مقدمہ درج ہے کہ اس کے پاس سے بسم اللہ برآمد ہوئی۔

یعنی افیون برآمد کر رہی ہے ساری قوم اور افیون درآمد کر رہی ہے ایک ملک سے یہ درآمد کرتی ہے اور ایک ملک کو یہ برآمد کرتی ہے۔ دنیا جہان کے گند پھیل چکے ہیں، سوسائٹی کراہ رہی ہے دکھوں سے، بددیانتی عام ہوگئی ہے، فساد ہر طرف پھیل گیا ہے، ڈاکو اتنے کہ آئے دن جو فساد کی خبریں ملتی ہیں حکومت بڑے فخر سے اعلان کرتی ہے کہ نہیں یہ ہمارے خلاف کوئی تحریک نہیں ہے ملک ڈاکوؤں سے بھر گیا ہے۔ یعنی سارے سندھ میں جتنے فساد ہو رہے ہیں حکومت کے نزدیک یہ ڈاکے پڑ رہے ہیں اور یہ ڈاکوؤں کی وجہ سے ہو رہا ہے سب کچھ۔ اس کی کوئی فکر نہیں ہے۔ بددیانتی سے عدالتیں بھر گئیں۔ تمام محکمے ذلیل وخوار ہوگئے۔ جگہ جگہ غریب عوام الناس دکھوں میں، مصیبتوں میں مبتلا ہیں، رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں چل رہا، یہ سارے جرائم جو کثرت سے ملک میں پھیلتے چلے جا رہے ہیں جس کے نتیجہ میں قوم کا انگ انگ دکھ رہا ہے۔ ان سب جرائم کی اسلام کو کوئی بھی پرواہ نہیں ہے یعنی ان ملانوں کے اسلام کو۔ صرف ملانوں کے اسلام کو خطرہ یہ ہے کہ فلاں شخص سے بسم اللہ نہ برآمد ہو جائے، فلاں شخص عبادت نہ کرنی شروع کردے اور عبادت کے بعد قرآن کریم کی تلاوت نہ کرے کوئی۔

یہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ بھیانک جرائم کی وہاں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ ان لوگوں نے جنہوں نے اسلام کے نام پر مسجد کو شہید کرنا شروع کیا۔ مسجد احمدیہ سے جتنے قرآن کریم نکلے ان کو پھاڑ کر وہاں گندی نالیوں میں پھینکا، ان کو پاؤں تلے کچلا اور بعض بدبختوں نے اس پر پیشاب کیا اور ساتھ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہو رہے تھے اور ساتھ یہ **اللّٰھم لبیک** کہا جا رہا تھا۔ اس

سے بڑی بدبختی کبھی کسی قوم کے ماتھے پر نہیں لکھی گئی تھی جتنی آج کے بدبخت صدر اور اس کے ملانوں کے ماتھوں پر یہ کلنک کے ٹیکے لگائے گئے ہیں۔اپنے ہاتھوں سے انہوں نے ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو ذلیل وخوار کر لیا ہے۔ قیامت تک تاریخ بھی ان پر لعنت ڈالے گی اور آسمان کے فرشتے بھی ان پر لعنت ڈالتے چلے جائیں گے۔ یہ اسلام کا حال کرنے کے لئے ایک فوجی استبداد کی حکومت اٹھی تھی جس نے آج قوم کو اس طرح ہلاکت کے کنارے تک پہنچا دیا ہے۔

اور مردان کے کسی غیور پٹھان کو غیرت نہیں آئی کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔وہ احمدی جو حراست میں تھے اگر ان میں سے کوئی ہوتا تو وہ اپنی جان کی بازی لگا دیتا، وہ خون کا آخری قطرہ بہا دیتا مگر یہ ذلت قرآن کریم کی برداشت نہ کر سکتا تھا لیکن سارا شہر آباد تھا غیور پٹھانوں سے اور کسی کو غیرت نہیں آئی۔ کسی کو خیال نہیں آیا کہ ان لوگوں کو جا کر پکڑیں پوری طرح باز پرس کریں ان سے۔ ہر قیمت پر ان کو اس بے حیائی سے روکیں کہ اسلام کے نام پر اسلام کی سب سے مقدس کتاب بلکہ کائنات میں جتنی بھی کتابیں نازل ہوئیں ان سب کی سرتاج، ان سب سے زیادہ مقدس کتاب کی ایسی بے حیائی کے ساتھ مسلمان بے عزتی اور رسوائی کر رہے ہوں اور کسی کو کچھ خیال نہ آرہا ہو۔صرف اس لئے کہ جماعت احمدیہ کی مساجد میں وہ قرآن کریم ملتا تھا اس لئے اس قرآن کریم کی کوئی عظمت اور کوئی حرمت باقی نہیں رہی انکے نزدیک۔

میں نے ذکر کیا تھا گزشتہ مرتبہ کہ یہ سب کچھ ایک طرف جہاں اسلام کے نام پر ہو رہا ہے اور تحریک کا آخری مقصد یہ ہے کہ زبردستی مسلمانوں کو غیر مسلم بنا کے چھوڑیں گے۔ جب تک ہم یہ نہ کر لیں چالیس لاکھ مسلمان کلمہ گو کلمہ سے توبہ نہ کر لیں، خدا کی توحید کا انکار نہ کر لیں، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی تکذیب نہ کریں اس وقت تک ان کے دل کو چین نہیں آئے گا، اس وقت تک ان کے سینے ٹھنڈے نہیں ہوں گے اور اگر نہیں کریں گے تو وہ ان کے گھروں کو آگیں لگائیں گے، ان کی مساجد مسمار کریں گے، ان کو قید خانوں میں ڈالیں گے، ان پر جھوٹے قتل کے مقدمے چلائیں گے۔ جو کچھ ان سے بن سکا بنائیں گے لیکن یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ چالیس لاکھ مسلمان آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھ رہے ہوں اور خدا تعالیٰ کی وحدت کے گیت گا رہے ہوں۔

میں نے گزشتہ خطبہ میں بتایا تھا کہ یہی کچھ ہندوستان میں بھی ہو رہا ہے اور ہندوستان

میں ان باتوں سے بڑی شہ ملی ہے اور پہلے جب مسلمان ممالک احتجاج کیا کرتے تھے تو اس احتجاج کی کچھ قیمت ہوا کرتی تھی ہندوستان کے نزدیک ۔اب ان ملانوں نے احتجاج کے رستے بھی بند کردیئے ہیں۔شدھی کی تحریک جو چل رہی ہے بڑے زور سے آج کل ہندوستان میں چالیس ہزار مسلمانوں کو وہ دوبارہ ہندو بنا چکے ہیں۔اس لئے کہ کسی زمانہ میں ان کے آباؤ اجداد ہندوؤں میں سے مسلمان ہوئے تھے۔اس تحریک کے نتیجہ میں مولوی کے کان میں جوں بھی نہیں رینگ رہی۔اس تحریک کے نتیجہ میں اگر مسلمان ممالک آج احتجاج کریں تو ہندوستان ان کو جواب دے سکتا ہے کہ پاکستان جو دنیا میں اسلام کی سب سے بڑی عظیم الشان مملکت ہے اس میں کیا ہورہا ہے۔اس میں بھی تو زبردستی مسلمانوں کو غیر مسلم بنایا جارہا ہے اگر ہم یہ کرتے ہیں تو ہم نے کونسا جرم کرلیا۔اس کا جواب یہ دے سکتے ہیں کہ نہیں،اس میں فرق ہے۔ہم ان کو غیر مسلم بنارہے ہیں جن کو ہم غیر مسلم سمجھتے ہیں وہ اپنے منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ہمارے نزدیک اس اقرار کی کوئی قیمت نہیں ہے ہم ان کو سمجھتے ہی غیر مسلم ہیں اس لئے ہم زبردستی ان کو بنارہے ہیں۔ ہندوستان کی حکومت بھی یہی کہہ سکتی ہے کہ ہاں ہم بھی تو یہی کررہے ہیں ۔اپنے منہ سے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ہم ان کو ہندو سمجھتے ہیں اس لئے ہم زبردستی جب تک ان کو وہ نہ بنالیں جو ہم سمجھتے ہیں اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔اب بتایئے ان دونوں باتوں میں فرق کون سا رہ گیا۔ایک ادنیٰ ایک ذرہ کا فرق بھی باقی نہیں رہا۔دونوں جگہ حکومتوں کا یہی دعویٰ ہے کہ یہ اپنے آپ کو فلاں سمجھتے ہیں ہم ان کو یہ نہیں سمجھتے ،جب تک وہ نہ بن جائیں جو ہم سمجھتے ہیں ہم ان کو نہیں چھوڑیں گے۔

پس پاکستان کے ملاں اور پاکستان کی حکومت بھی احمدیوں کو اس بہانے زبردستی غیر مسلم بنا رہی ہے کہ ہم ان کو غیر مسلم سمجھتے ہیں اس لئے غیر مسلم بن کے دکھائیں ورنہ ہم ان کو آرام سے نہیں رہنے دیں گے۔ ہندوستان کی حکومت بھی یہی کہہ سکتی ہے لیکن ایک فرق ہے۔ ہندوستان کی حکومت میں کچھ شرافت اور حیا زیادہ ہے۔ ہندوستان کی حکومت براہ راست اس میں ملوث نہیں ہورہی، ہندوستان کی حکومت اپنی پولیس کو کھلے بندوں اس میں ملوث نہیں ہونے دیتی۔وہاں کے جو سر پھرے انتہا پرست ہندو رہنما ہیں بعض آریہ سماج کے لیڈر یا بعض دوسری انتہا پسند ہندو جماعتوں کے لیڈر وہ یہ کررہے ہیں لیکن جہاں تک حکومت کا تعلق ہے ان واقعات سے آنکھیں بند تو کررہی ہے لیکن کھلے

بندوں فخر کے ساتھ اس میں شامل نہیں ہو رہی لیکن پاکستان کی موجودہ حکومت کی بدقسمتی ہے کہ بڑے فخر کے ساتھ اعلان ہو رہے ہیں۔ وزیر مذہبی امور یہ اعلان کر رہے ہیں خاص مشیر وزیر اعظم کے با قاعدہ ڈسی سی کو حکم دے رہے ہیں، ٹیلیفون پر اسلام آباد سے رابطہ ہے کہ ان کو اور مار و اور تنگ کرو۔

جو آخری خبریں آئی ہیں ان کے مطابق گیارہ آدمی جو ابھی تک ان ''جرموں'' میں قید ہیں براہ راست بسم اللہ پڑھنے کے جرم میں یا کلمہ پڑھنے کے جرم میں یا قرآن کریم پڑھنے کے جرم میں۔ ان ''جرائم'' کو حکومت اتنی بھیانک نظر سے دیکھ رہی ہے کہ ایک وکیل نے جب ان سے ملنے کی کوشش کی تو یہ کہہ کر پہلے انکار کر دیا گیا کہ یہ قیدی اتنے سنگین جرائم کی پاداش میں قید ہوئے ہیں کہ ہم ان کو وکیل سے ملنے کی بھی اجازت نہیں دے سکتے۔ وہ چونکہ انگلستان کے پڑھے ہوئے ایڈووکیٹ تھے انہوں نے شور مچایا انہوں نے کہا کہ تم مجھے قانون سکھا رہے ہو کون سے جرائم ہیں یہ؟ بسم اللہ پڑھنے کے جرم میں، قرآن کریم پڑھنے کے جرم میں، میں اپنا حق لے کر چھوڑوں گا اور یہ میرا حق ہے قانونی۔ میں ان کا وکیل ہوں اس لئے میں ان سے ملوں گا۔ چنانچہ بہت لمبے احتجاج کے بعد ان کو ملنے کی اجازت دی گئی اور ان کی اطلاع کے مطابق ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے کہ روزانہ صبح ان کو چھ اور پانچ گیارہ آدمیوں کو پھانسی کی تنگ کوٹھڑی میں قید کیا جاتا ہے شدید گرمی میں اور رات کو نو بجے وہاں سے ان کو نکالا جاتا ہے اور حکومت کا حکم یہ ہے ان جیلروں کو کہ اس عرصہ میں جتنی اذیتیں دے سکتے ہو ان کو دو کیونکہ ''جرم'' بہت بڑا بھیانک ہے۔

یہ حالات ہیں اس ملک کے جہاں یہ ساری باتیں عام ہیں۔ یعنی اس میں کوئی راز کی بات نہیں ہے، اخباروں میں چھپتی ہیں، فخر کے ساتھ ان کے وزیر ان باتوں کو بیان کرتے ہیں اور جب احمدی ان باتوں کو دوسرے ملکوں میں پہنچاتے ہیں یا آگے ان کی تشہیر کرتے ہیں تو اس کے بعد یہ خبریں بھی چھپتی ہیں کہ دیکھو کتنے بڑے ملک دشمن ہیں یہ لوگ، کتنا خطرناک پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ پروپیگنڈا وہ کر رہے ہیں جن کو فخر کے ساتھ اپنے اخباروں میں چھاپتے ہو اور جب اخباروں میں چھپی ہوئی خبروں کو احمدی باہر پہنچاتا ہے تو کہتے ہیں یہ ملک کے دشمن ہیں، ملک کے خلاف سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور نہایت گندا اور بھیانک پروپیگنڈا کر رہے ہیں، یعنی وہ فعل جو اپنی ذات میں جرم نہ ہو، وہ فعل جو اپنی ذات میں بھیانک نہ کہلائے اس کا ذکر باہر اس فعل کو

بھیانک اور گندا بنا دیتا ہے۔

حماقت کی بھی حد ہونی چاہئے کوئی ۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے کسی بچی کے متعلق بتایا گیا کہ اس نے روزہ رکھا پہلی دفعہ۔ اس کو روزے کے آداب کا پتہ نہیں تھا چنانچہ وہ چھپ کر کھانا کھا رہی تھی کسی دوسرے بچے نے اس کو دیکھ لیا تو بڑی ناراض ہوئی کہ تم نے دیکھ کر میرا روزہ توڑ دیا ہے۔ وہ یہ سمجھتی تھی کہ جو کھانا چھپ کر کھایا جائے روزہ کے دوران اس سے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر کوئی دیکھ لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حکومت پاکستان اور ان ملانوں کا اس وقت یہی حال ہے۔ وہ کہتے ہیں جو چاہیں بدکرداری کریں، جو چاہیں بھیانک مظالم کریں انسانیت پر، اگر باہر کے ملکوں کو نہ پتہ لگے تو کوئی جرم نہیں ۔ اگر باہر خبر چلی گئی تو پھر یہ جرم بن جاتا ہے۔ ہمیں کہتے ہیں کہ تم نے جرم بنا دیا ہے ہمارا، ہم تو اچھے بھلے معصوم بیٹھے تھے۔ ملک کے اندر یہ حرکتیں کر رہے تھے۔ تم نے ان کی خبریں باہر پہنچائیں اور ہمیں مجرم بنا کے دنیا کو دکھا دیا اس کی بھی ہم تمہیں سزا دیں گے۔ چنانچہ اخباروں میں یہ خبریں چھپی ہوئی ہیں میرا نام لکھ کر کہ وہ چونکہ وہ باتیں باہر بتا رہا ہے جو تم ملک کے اندر کر رہے ہو۔ اس لئے اسے بلایا جائے اور سر عام پھانسی دی جائے۔ اتنا بڑا ملک دشمن ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو اور جو کچھ ہمارے اخباروں میں چھپتا ہے ان کا ذکر باہر کر رہا ہے۔ یہ ایک نیا دستور بن گیا ہے۔ کوئی کل اس ملک کی اس وقت سیدھی نہیں رہی۔

ان سب حالات کو دیکھ کر ایک احمدی کا دل دکھتا ہے، اس سے جو دعائیں نکلتی ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم اس کا ثمرہ بھی پا رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہیں اور جماعت ہر روز ترقی کر رہی ہے، ہر رات ترقی کر رہی ہے۔ ایک لمحہ بھی جماعت کا ایسا نہیں آتا جس میں جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل نازل نہ ہوئے ہوں۔ اور جتنے فضل نازل ہوتے ہیں اتنی ہی زیادہ وہاں تکلیف بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

چنانچہ درحقیقت مسجدوں پر حملے کی جو بھیانک سازش ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کے فضلوں پر غیظ کھانے کی ایک مثال ہے۔ گزشتہ جلسہ پر میں نے جماعت کو مطلع کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ایک سال کے اندر دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کو دو سو نئی مساجد بنانے کی توفیق ملی ہے اور اس خبر کو پاکستان کے اخباروں میں شہ سرخیوں کے ساتھ اس طرح شائع کیا گیا کہ ظلم کی حد ہے، اندھیر نگری

ہے کہ جماعت احمدیہ نے دوسو مسجدیں بنالیں ہیں ایک سال کے اندر اندر۔ اس لئے انتقام ان کا لینا ہے اس طریق پر کہ ان کی مسجدیں منہدم کرتے چلے جاؤ، ان کی مسجدیں مسمار کر دو یا ان سے چھین لو۔ چنانچہ ہم پر طیش نہیں خدا کے فضلوں پر طیش کھا رہے ہیں۔ ہم پر غصہ نہیں خدا کے رحمتوں پر غصہ ہے کیوں نازل کر رہا ہے خدا اپنے بعض بندوں پر رحمتیں۔ اس کے نتیجہ میں ایک طبعی جوش ہے جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتا چلا جارہا ہے اور اپنی بدبختیوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے اب معاملہ درحقیقت وہاں تک جا پہنچا ہے جہاں ہمارے لئے صبر اور انتظار کے سوا اب کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ جب ایک قوم خدا کے فضلوں پر طیش کھانے لگتی ہے۔ خدا کی رحمتوں کے مقابل پر نکلتی ہے اور یہ چیلنج کرتی ہے خدا تعالیٰ کو کہ تو کون ہوتا ہے فضل کرنے والا، ہم تیرے فضلوں کو ناکام اور نامراد بنا کے دکھائیں گے تو ان کو مسجدیں عطا کرنے والا کون ہوتا ہے؟ ہم ان کی مسجدیں مسمار کر کے دکھائیں گے۔

اب تو مقابلہ خدا اور ان بندوں کے درمیان ہے۔ جو بندے کہلاتے ہیں مگر بندگی کے کوئی آداب ان کو میسر نہیں۔ بندے کہلاتے ہیں خدا کے لیکن طاغوت کو مخاطب کر کے **اللھم لبیک** کہنے والے لوگ ہیں۔ وہ سارے کردار وہی ہیں جو خدا کے دشمنوں کے ہمیشہ سے کردار چلے آرہے ہیں۔ اس لئے اب ہمارا کام تو جس طرح پہلے بھی یہی تھا کہ صبر کریں۔ اب اس سے بھی زیادہ میں آپ کو صبر کی تلقین کرتا ہوں کہ ہمارا کام صبر ہے اور دعا ہے اور خدا تعالیٰ پر اس معاملہ کو چھوڑ دینا ہے۔

آنحضرت ﷺ کو بھی جب انتہا سے زیادہ دکھ دیئے گئے تو خدا نے آپ کو بھی یہی تلقین فرمائی تھی کہ اے محمد! ﷺ تو اس طرح صبر کر جس طرح تجھ سے پہلے اولوا العزم انبیاء صبر کیا کرتے تھے۔ میں جب اس آیت کو پڑھتا ہوں تو مجھے ایک پہلو سے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ تو سب اولوا العزم سے بڑھ کر اولوا العزم تھے، آپ سے تو دوسرے انبیاء عزم کے گر سیکھتے تو تب بھی ان کے لئے زیبا یہی تھا۔ ہر خلق میں، ہر دوسرے نبی سے آپ اتنا آگے قدم بڑھا گئے تھے کہ آپ کے سامنے زانوئے ادب تہ کرتا یا زانوئے تلمذ تہ کرتا تو یہ اس نبی کے لئے عزت کا موجب تھا، اس کے لئے بے ادبی کا موجب نہیں تھا۔ پھر آپ کو مخاطب کر کے یہ کیوں فرمایا گیا فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ (الاحقاف: ۳۵) صبر

کہ اس طرح جس طرح انبیاء میں سے اولوالعزم نے پہلے صبر کیا تھا۔غور کے بعد میں اس کا صرف یہی مطلب سمجھا کہ یہ ایک محض پیار اور محبت اور تسلی کا ایک طریق تھا اس سے زیادہ اس کے کوئی معنی نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو یہ نہیں بتا نا تھا کہ تو پچھلے نبیوں سے صبر کے سبق سیکھ کیونکہ آنحضرت ﷺ کسی نبی سے کوئی سبق نہیں سیکھ سکتے تھے۔آپؐ سکھانے والے تھے،آپؐ پاکیزہ لوگوں کو بھی پاکیزہ بنانے آئے تھے،متقیوں کو مزید تقویٰ سکھانے کے لئے آئے تھے۔تمام انبیاء کے تمام خلق جو اجماعی طور پر سارے انبیا میں تھے آنحضرت ﷺ کی ذات میں اکیلے میں وہ سارے خلق جمع تھے اور ہر خلق اپنی ہر شان میں پہلے انبیاء کے خلق سے بڑھ کر تھا۔ یہ ہمارا دعویٰ ہی نہیں بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ہم مقابلۃً ہر نبی کے اعلیٰ ترین خلق کو لے کر آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے سامنے رکھ کر یہ ثابت کر سکتے ہیں۔

اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس آیت کا یہ مطلب تو بہر حال نہیں لیا جا سکتا کہ اے محمدؐ! تو گزشتہ انبیاء سے صبر کے گر سیکھ،تو پھر اس کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں رہتا جس طرح پیار سے کوئی کسی سے کہے کہ تم اس بات میں اکیلے نہیں ہو، پہلے بھی تم سے لوگ گزرے ہیں اور تم سے تو زیادہ توقع ہے تم تو آگے بڑھنے والوں میں سے ہو۔یادرکھو تم سے پہلے بھی نبی گزرے تھے جو اولوالعزم تھے، ان کی طرح صبر کرو یعنی صبر میں ان سے آگے بڑھ کر دکھاؤ، اولوالعزمی میں ان سے آگے قدم رکھو۔

یہ تحریض تھی اور یہ بتانا مقصود تھا کہ تم اکیلے نہیں ہو اس میدان میں، پہلے بھی گزر چکے ہیں اور چونکہ تم ہر میدان میں آگے بڑھنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو اس لئے تمہارا فرض ہے کہ ہر صبر کے ادا میں پہلے نبیوں سے آگے بڑھ جاؤ اور عزم میں بھی آگے بڑھ جاؤ۔

یہ مضمون صرف ہماری محبت اور عشق کے نتیجہ میں نہیں پیدا ہوتا بلکہ قرآن کریم سے قطعی ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ہر خلق میں پہلوں سے آگے بڑھنے کی خاطر پیدا کیا گیا تھا اور آپؐ کی امت کو بھی اسی لئے پیدا کیا گیا تھا کہ ہر خلق میں پہلی امتوں سے آگے بڑھ جائے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:۱۱۱)۔اے محمد مصطفی ﷺ کی امت! تم تمام امتوں میں سے سب سے بہتر امت ہو،تم سے بہتر کبھی کوئی امت پیدا نہیں ہوئی۔ پھر فرمایا۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرہ:۱۴۹) ہر قوم کے لئے ہم

نے ایک نصب العین مقرر فرمایا ہے اور اے محمد مصطفیٰ ؐ کے غلامو! تمہارے لئے ہم یہ نصب العین مقرر کرتے ہیں۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ہر نیکی میں ہر دوسرے سے آگے نکل جاؤ۔

پس یہ کیسے ممکن ہے کہ امت کو تو خدا یہ حکم دیتا ہو کہ ہر نیکی میں ہر دوسری امت کے ہر فرد سے آگے نکل جاؤ اور محمد مصطفیٰ ﷺ جو امت کے سردار ہیں ان کو یہ حکم دے کہ تم غیروں سے گزشتہ انبیاء سے صبر کے گر سیکھو پس ہرگز یہ مفہوم نہیں لیا جاسکتا کیونکہ قرآن کریم کی کھلی تعلیم کے مخالف ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس طرح صبر کر کے دکھاؤ مگر آگے بڑھ کر دکھاؤ جس طرح ان سب نے صبر کیا تم اکیلے اس سارے صبر کو اپنی جان میں سمیٹ لو اور اس میں نئی جلا پیدا کر دو۔

پس آنحضرت ﷺ کی امت کہلاتے ہوئے اور حقیقت میں آپ ؐ کی امت ہوتے ہوئے ہمیں یہ دکھ دیکھنے تھے اور ہمارے مقدر میں تھا اور ہمارا فرض ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جس طرح مسلسل صبر کیا اور انتہائی دکھ اٹھا کر بھی صبر کیا اسی طرح ہم صبر کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور آنحضرت ﷺ کی طرح اولوالعزمی کی شاہراہ پر آگے سے آگے قدم بڑھاتے چلے جائیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے اور یقیناً ہم ایسا کریں گے۔ اس لئے کہ ہم ایسا کر رہے ہیں اور آج بھی ہم صبر کی دنیا میں نئے ابواب کھول رہے ہیں، صبر کا تاریخ میں نئے روشن بابوں کا اضافہ کر رہے ہیں۔ تو پھر یقین رکھیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو صبر کا بے انتہا شیریں پھل عطا فرمایا، جماعت احمدیہ کو بھی آنحضرت ﷺ کی غلامی کی برکت سے ویسا ہی پھل عطا فرمائے گا۔ اور کبھی آپ کے صبر کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا

تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطرات محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو

(کلام محمود صفحہ: ۱۵۴)

پہلے بھی ایسے دور گزرے ہیں بھیانک گو شدت میں اس سے کم تھے مگر بہر حال گزرتے رہے اور پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے کہ ان خوفناک بادلوں سے جو خون برسانے والے تھے بالآخر رحمت کے قطرے برسنے لگے اور پھر وہ موسلا دھار رحمت کی بارشوں میں تبدیل ہو گئے۔ یہ بادل جو بھیانک

اٹھے ہیں، یہ جوخون برسا رہے ہیں آپ کے اوپر لیکن خدا کی قسم! آپ کا صبر ان پر غالب آئے گا اور آپ کی آہیں ان بادلوں کی صفات کو تبدیل کر کے رکھ دیں گی۔ یہ خون برسانے والے بادل ایک دن آپ دیکھیں گے کہ رحمتیں برسانے والے بادلوں میں تبدیل ہو جائیں گے اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کی برکت سے جسے ہم اختیار کر رہے ہیں اور آئندہ بھی اختیار کرتے رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ ساری مصیبتیں آسانیوں اور آسائشوں میں تبدیل ہو جائیں گی، سارے دکھ تسکین جان اور طمانیت قلب میں بدل جائیں گے اور بالآخر احمدیت لازماً غالب آئے گی۔ اس میں ایک لمحہ کے لئے بھی شک نہ کریں ہے۔ یہ وہ جماعت نہیں ہے جو مٹنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ یہ جماعت وہ نہیں ہے جس کی سرشت میں کسی قسم کی ناکامی کا خمیر ہو۔ ہم نے لازماً غالب آنا ہے ایک ملک میں نہیں ہر ملک میں غالب آنا ہے۔ اس سرزمین میں بھی غالب آنا ہے جس میں ہم آج بیٹھے ہوئے ہیں اور ہماری کوئی بھی بظاہر حیثیت نہیں ہے۔ اس لئے آپ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے ہیں ایک لمحہ کے لئے بھی، ایک لمحہ کے ہزارویں حصہ کے لئے بھی کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ آنے دیں، کسی قسم کی مایوسی کو اپنے اوپر قابض نہ ہونے دیں۔ سابقہ تاریخ پر نظر کریں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ یہ تاریخ دہرائی گئی ہے۔ پھر کیا وہم ہے جو آپ کے دل میں خوف پیدا کرسکتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ یہ تاریخ دہرائی گئی اور ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ خدا والے ہمیشہ غالب آتے رہے ہیں اور خدا کے منکرین اور خدائی طاقتوں کا مقابلہ کرنے والے ہمیشہ خائب و خاسر اور نامراد ہوتے رہے ہیں۔

پس آپ کے مقدر میں فتح و ظفر لکھی جا چکی ہے۔ ہر دفعہ یہ فتح و ظفر آسمان پر خدا کے پاک انبیاء اور ان کی جماعتوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ آج آپ کے لئے لکھی جارہی ہے اور آپ کے مخالفین کے لئے مقدر میں وہی کچھ لکھا گیا ہے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ خدا کے پاک انبیاء کے مخالفوں کی قسمت میں، بدقسمتی ان کی کے لکھا گیا۔ پس ان کے لئے دعا کریں اور ان کے لئے رحم کریں اور استغفار سے کام لیں اور کوشش یہ کریں کہ خدا کے عذاب کے فرشتوں سے پہلے آپ کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتے بھیج دے اور اس قوم کی تقدیر کو بدل دے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

پاکستان سے چند دن ہوئے یہ اطلاع ملی کہ ہماری چچازاد بہن حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

کی دوسری صاحبزادی امتہ الحمید بیگم صاحبہ کراچی میں وفات پا گئی ہیں۔ان کے بیٹے کیپٹن محمود احمد خان صاحب نے درخواست کی ہے کہ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جائے۔چنانچہ نماز جمعہ کے معاً بعد انشاءاللہ نماز جنازہ غائب پڑھائی جائے گی۔

حضور نے امام صاحب سے نمازوں کے جمع ہونے کے بارہ میں استفسار کیا کہ

لوگ باہر سے آئے ہوئے ہیں انہوں نے جانا ہوگا اور پھر فرمایا: آپ کے مقامی امیر صاحب کا خیال ہے کہ نمازیں جمع کر لی جائیں جمعہ کے ساتھ ہی یعنی عصر کی نماز بھی۔اس میں انتظامی لحاظ سے سہولت رہے گی۔اس لئے جمعہ کے معاً بعد نہیں بلکہ نماز عصر جو ساتھ جمع ہوگی اس کے معاً بعد انشاءاللہ ان کی نماز جنازہ پڑھائی جائے گی۔